خدا فراموشی کے نتائج

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ

خدا فراموشی کا نتیجہ خود فراموشی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔علم و عقل، دولت و اقتدار، روشن دماغی و دل کا احساس، دانش کدے و کتب خانے اور شعراء کی محفلیں و علماء کی مجلسیں سب کچھ موجود ہونے کے باوجود جب خدا فراموشی آتی ہے تو خود فراموشی کی نحوست سے محفوظ رہنا ممکن نہیں۔خود فراموشی انفرادی نوعیت کی ہو تو اس کے مضر اثرات محدود ہوتے ہیں اور اگر وہ اجتماعیت کی صورت اختیار کرے تو پھر پورا معاشرہ بگاڑ اور فساد کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔زندگی کا پورا نظام تباہ و برباد ہو جاتا ہے، ساری سوسائٹی تہ و بالا ہو کر رہ جاتی ہے ظہر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ سامنے ہوتا ہے۔

سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل یہی حالت تھی، انسانیت تباہ و برباد تھی۔اس کی کوئی کل درست نہ تھی، پورا معاشرہ فساد کی لپیٹ میں تھا، کوئی اس کو ذرا سہارا دینے کو تیار نہ تھا۔اس وقت اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ کو واضح اور مکمل دین عطا فرمایا۔آپ نے پوری دنیا کو چیلنج کیا، اے دنیا والو! تمہاری زندگی کا پورا نظام غلط ہے، تمہاری عادتیں، اخلاق، تمہارے رسوم، مسلمات سب غلط ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تن تنہا اس دعوت کا آغاز کیا اور جان کی بازی لگا دی۔خطرات میں اپنے آپ کو ڈال دیا اور باطل سے ٹکرا گئے۔ایک موقع پر جب چچا نے شکوہ کیا اور کام کو موقوف کرنے کی بات کی......تو فرمایا: چچا اگر وہ میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے ہاتھ میں سورج رکھ دیں تب بھی میں اپنے مشن سے باز نہ آؤں گا۔

۲۲ سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ انقلاب برپا کیا کہ بقول مولانا سید سلیمان ندوی، اختلاف استعداد کے باوجود ایک چیز ہزاروں لاکھوں افراد میں نمایاں ہو کر سامنے آئی۔وہ ایک بجلی تھی جو سب میں کوند رہی

تھی، ایک روح تھی جو سب میں تڑپ رہی تھی، وہ بادشاہ ہوں یا گدا، امیر ہوں یا غریب، حاکم ہوں یا محکوم، قاضی ہوں یا گواہ، افسر ہوں یا سپاہی، استاد ہوں یا شاگرد، عابد و زاہد ہوں یا کاروباری، غازی ہوں یا شہید توحید کا نور، اِخلاص کی روح، قربانی کا ولولہ خلق کی ہدایت وراہ نمائی کا جذبہ اور بالآخر ہر کام میں خدا کی رضا جوئی کا جوش ہر ایک کے اندر کام کر رہا تھا۔ وہ جو کچھ بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں اور جو کچھ بھی کر رہے ہوں یہ فیضانِ حق سب میں یکساں اور برابر تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ مقدس جماعت ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو لے کر آگے بڑھی اور رہتی دنیا تک کے لیے اس جماعت نے آپ کی دعوت کو بقاء ودوام کی دولت سے ہمکنار کر دیا۔ اس پاکباز گروہ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم مٹ سکتے ہیں ختم ہو سکتے ہیں لیکن ہم دنیا سے اپنے لیے کچھ نہ لیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی امانت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کو جہاں تک ممکن ہوگا پہنچا کر دم لیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لگا تار و مسلسل تعلیم وتربیت اور سعی وکاوش کے نتیجے میں پورے معاشرے کے رسم و رواج بدل گئے، عادتیں اور خصلتیں تبدیل ہوگئیں، ایک آدمی کی عادت کو بدلنا مشکل ہوتا ہے۔ بڑے بڑے دانش منداور حکیم عاجز نظر آتے ہیں۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ہزاروں لاکھوں کی کایا پلٹ ہوگئی۔

آج وہ ہدایتِ ربانی اور دعوت آسمانی موجود ہے لیکن پھر بھی ایک بھائی دوسرے بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے۔ ایک انسان دوسرے انسان کا گھر اور دکان جلا رہا اور لوٹ رہا ہے۔ ایک دوسرے کی آبرو پامال کر رہا ہے، ہر طرف ظلم وستم خود غرضی اور نفس پرستی کا بازار گرم ہے۔ کیونکہ ہم نے خدا فراموشی اور خود فراموشی کو اپنے اوپر مسلط کر لیا ہے۔ سیرت کے جلسے بہت ہوتے ہیں۔ بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی جاتی۔ پھر بھی ہسپتالوں میں ڈاکٹر اور نرس مریض پر رحم و ہمدردی کے جذبے سے خالی ہیں، عدالتوں میں جج کرسی عدالت پر بیٹھ کر مشق ستم میں مشغول ہیں۔ انتظامیہ کے ہر شعبے میں جدھر دیکھیے انتظامی مشنری ہر چیز سے آراستہ ہونے کے باوجود صرف نظم ونسق قائم کرنے سے محروم ہے، احکام اسلام سے روگردانی عام ہے، فرائض و واجبات تک کا احترام باقی نہیں رہا۔

اس لیے ہم خوش حالی اور ترقی کے لیے جو بھی پلاننگ کرتے ہیں یا منصوبے بناتے ہیں۔ تو نتیجتاً بدحالی اور اخلاقی گراوٹ میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا ہے، اس لیے کہ دل ٹھیک نہیں اس میں ناسور ہو گیا ہے۔ ہمارے لیے سردر کائنات صلی اللہ علیہ سلم کی تعلیمات کی طرف رجوع ضروری ہے، اسی میں ہمارا علاج بھی ہے اور وہی ہماری صلاح وفلاح اور استحکام وتحفظ کے لیے ناگزیر بھی......!!